تار کا پتہ
"انجمن" علی گڑھ

رجسٹرڈ ۹۲۲
فون نمبر ۲۹

ہماری زبان

انجمن ترقی اردو ہند کا پندرہ روزہ اخبار

فی پرچہ دو آنے — سالانہ چندہ دو روپے

جلد ۱۲ | یکم اکتوبر ۱۹۵۴ء | ایڈیٹر قاضی عبد الغفار | ۲ صفر ۱۳۷۴ھ | نمبر ۱۹

صوبائی کمیٹی

صوبائی کمیٹی کی تشکیل کے ضروری مدارج طے ہو چکے ہیں۔ شاخوں کے نئے قواعد میں قاعدہ نمبر ۷ کی تعبیر کے متعلق کچھ اختلاف رائے پیدا ہو گیا تھا جس کا تصفیہ صدر انجمن کی رولنگ سے یہ ہوا کہ ہر شاخ کو اپنے ہر پچیس میمبروں میں سے صوبائی کمیٹی کے لئے ایک نمائندہ منتخب کرنے کا حق ہوگا اور نمائندوں کی تعداد محدود نہ ہوگی۔ مثلاً اگر کسی شاخ کے اراکین کی تعداد ایک سو پندرہ (۱۱۵) ہے تو اس کو سو میمبروں میں چار نمائندے اور بقیہ پندرہ میں بھی ایک نمائندہ یعنی کل پانچ نمائندے منتخب کرنے کا حق ہوگا۔ البتہ اگر سو کے بعد بقیہ میمبروں کی تعداد پندرہ (۱۵) سے کم ہو تو نمائندوں کی تعداد چار ہی رہے گی۔

اس حساب سے شاخوں کے ایسے اراکین کی تعداد کو محسوب کر کے جو فیس داخلہ ادا کر چکے ہیں ان تمام شاخوں کو جنھوں نے اپنے اراکین کی فہرست بھیج دی ہے بذریعہ رجسٹری اطلاع دے دی گئی ہے کہ وہ صوبائی کمیٹی کے لئے کتنے نمائندے منتخب کر سکتی ہیں۔ ایسے جتنے نمائندوں کے نام یکم اکتوبر ۱۹۵۴ء تک صدر دفتر میں وصول ہو جائیں گے (اس تاریخ کے بعد نمائندوں کے جو نام وصول ہوں گے وہ تسلیم نہیں کئے جائیں گے۔ اور ایسی شاخوں کو جو یکم اکتوبر کے بعد اپنے نمائندوں کے نام بھیجیں گی۔ صوبائی کمیٹی میں شرکت کرنے کا حق حاصل نہ ہوگا) ان کے منتخبہ نمائندوں کا ایک اجتماع اکتوبر میں اس غرض سے کیا جائے گا کہ وہ صوبائی شاخ کے عہدہ داروں کا انتخاب کریں۔ اس طرح یقین ہے کہ اکتوبر کے آخر تک اترپردیش کی صوبائی کمیٹی کی تشکیل مکمل ہو جائے گی۔

ہمیں افسوس ہے کہ متعدد شاخوں نے صدر دفتر کی ہدایات پر توجہ نہیں کی بعض نے اس وقت تک بار بار یاد دہانی کے باوجود اپنے اراکین کی فہرستیں نہیں بھیجیں، بعض نے فہرستیں بھیجیں لیکن پوری تعداد کی فیس داخلہ کا ۵۰/ حسب قاعدہ نہیں بھیجا۔ بعض نے صدر دفتر کی مراسلتوں کا جواب دینا بھی ضروری نہ سمجھا۔ اب دیکھنا ہے کہ صوبائی کمیٹی کی تشکیل کے بعد مقامی شاخوں کے حال میں کوئی اصلاح ہو سکے گی یا نہیں۔ بہرحال صوبائی کمیٹی کا قیام ایک تجربہ ہے جس کے نتائج کے متعلق قبل از وقت کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

علم و ادب سرکار کی زد میں

ہم پہلے بھی اس امر پر اظہار خیال کر چکے ہیں کہ کسی جمہوری حکومت کے لئے یہ طریقہ موزوں اور مناسب نہیں کہ وہ محض دفتری اطلاعات کی بنا پر ادب اور ادیبوں کے خلاف اپنے انتظامی اختیارات کو استعمال کرے۔ جہاں ایسا کرنے کی ضرورت سمجھی جائے وہاں ادیبوں اور اہل علم کی کوئی ایسی مشاورتی مجلس ہونی چاہئے جس کے مشورے کے بغیر حکومت کوئی ایسا اقدام نہ کرے۔

حال ہی میں لوک سبھا میں یہ سوال اٹھا کہ حکومت نے ریلوے کے بک اسٹالوں پر روسی ادب کی فروخت قطعاً ممنوع قرار دے دی ہے۔ جو کچھ ہمارے وزیر داخلہ نے اعتراضوں کے جواب میں فرمایا وہ جہاں تک اخباری اطلاعات سے واضح ہو سکا، وہ بہت پھسپھسا تھا۔ سوال تو یہ ہے کہ کسی بھی زبان یا قوم کے لٹریچر کے قابل اشاعت یا ناقابل اشاعت ہونے کا فیصلہ حکومتیں کس ذریعے سے کر سکتی ہیں جبکہ ان کی انتظامی تشکیل میں ادب اور لٹریچر کے عیب اور حسن کو سمجھنے والا کوئی نہیں ہوتا۔ اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ روسی ادب کی عام ممانعت کی لپیٹ میں گورکی، ترگنیف، چیکوف اور ٹالسٹائی اور کتنے ہی ایسے عالمی ادیب اور بہت سے ماہرین علوم و سائنس بھی آ گئے۔ جن کی کتابیں تمام دنیا میں معیاری سمجھی جاتی ہیں۔ یہ کیسی مضحکہ انگیز اور حیرت انگیز بات ہے کہ محض سیاسی پروپگنڈے سے ڈر کر ہماری حکومت نے تمام روسی ادب کی اشاعت بند کرنا چاہی یہ دیکھے بغیر کہ اس میں سے کتنا صحت مند لٹریچر ہے اور وہ تمام دنیا میں (سوائے امریکہ کے) قدر کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ کسی جمہوری حکومت کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ دوسری قوموں کے سیاسی نظریات کی اشاعت کو اس وقت تک بند کرے جب تک خود اس کے نظم و نسق پر ایسے لٹریچر کی اشاعت کی زد نہ پڑتی ہو۔ روسی نظریات بلاشبہ ہمارے نظریات سے مختلف ہیں اور یہ بھی صحیح ہے کہ روسی ادب میں ایک جزو ایسے پروپگنڈے کا ہے جو ہمارے ملک کے نظریات سے ٹکراتا ہے۔ لیکن کیا ہم امریکہ کے "میک کارتھی ازم" کو اپنا رہنما بنائیں گے اور ہر ایسے لٹریچر کو جس کے نظریات ہمارے نظریات سے ٹکراتے ہوں ایک ہی لاٹھی سے ہانکیں گے؟ پھر ہماری جمہوریت کے کیا معنی ہیں! وزیر داخلہ نے اپنے بیان میں اعتراف کیا ہے کہ وہ پرانے فیشن کے آدمی ہیں، ایسا ہے تو پھر وہ نئے جمہوری فیشن کے سانچے میں کس طرح سما گئے ——— یہ بات ذرا مشکل سے سمجھ میں آئے گی!

ایک عجیب بات یہ ہے کہ امریکہ کا تمام مخرب اخلاق لٹریچر اور تمام سیاسی پروپگنڈے کا لٹریچر بے روک ٹوک بڑی کثرت سے ہمارے ملک میں شائع ہو رہا ہے۔ لیکن اس کی اشاعت میں ہماری سرکار کوئی رکاوٹ پیدا کرنا پسند نہیں کرتی۔ لیکن دوسری طرف اس قسم کے بے تکے اقدامات کئے جا رہے ہیں جو عقل و فہم اور انصاف کے کسی معیار پر پورے نہیں اتر سکتے۔

صحیح طریقہ کار وہی ایک ہے جس پر ہم پہلے بھی زور دے چکے ہیں کہ جہاں حکومت کو ادب اور ادیبوں کے متعلق کوئی فیصلہ کرنا ہو تو وہ ادب اور ادیبوں کی کسی ایسی جماعت سے مشورہ کیا کرے جو یہ بتا سکے کہ کہاں قدم اٹھانا چاہئے اور کہاں نہ اٹھانا چاہئے۔ تمام روسی ادب کو ریلوے بک اسٹالوں پر ممنوع قرار دے کر ہماری حکومت نے عقل و فہم کا کوئی ایسا ثبوت نہیں دیا جس پر ہم اس کو مبارکباد دے سکیں۔

ہلکے ہلکے اشارے

—— معاصر میلاپ (سہارن پور) لکھتا ہے:-

"پنجاب میں ہندی اور پنجابی دو سرکاری زبانیں، بنگال میں بنگالی اور ہندی دو سرکاری زبانیں، مدھیہ بھارت میں ہندی کے ساتھ دوسری مقامی زبان بھی سرکاری اور اب یہ خبر بھی حیرت انگیز ہے کہ اڑیسہ میں بھی ہندی اور اڑیا دو سرکاری زبانیں مان لی گئی ہیں اور یہاں بھی ہندی کے ساتھ ساتھ دوسری زبان سرکاری حیثیت سے چلے گی۔ لیکن اردو؟ اس غریب کے بارے میں ہنوز کوئی فیصلہ نہیں، اردو یوپی میں بھی بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ بہار میں بھی اس کا سکہ چلتا ہے۔ دہلی میں بھی اس کے نام لیواؤں کی بہت بڑی تعداد ہے۔ غرضیکہ ہندوستان کے ہر حصے میں اس کے بولنے اور سمجھنے والے موجود ہیں اور بیرون ہند میں بھی اردو کو کوئی نہ کوئی حیثیت حاصل ہے۔ حتیٰ کہ ادارۂ اقوام متحدہ کے نزدیک بھی یہ دنیا میں تیسرے درجے پر سب سے زیادہ بولی اور سمجھی جانے والی زبان ہے لیکن اس کی سرکاری حیثیت؟ اس خانے میں صفر ہے! یوپی کے سرکاری اور غیر سرکاری نیتاؤں کا فیصلہ ہے کہ اردو کوئی زبان ہی نہیں۔ بعض فرماتے ہیں کہ یہ فرقہ وارانہ زبان ہے۔ بعض کا

—— ارشاد ہے کہ اردو پاکستان کی ذمہ دار ہے اس لئے پاکستان پہنچ گئی! اکیس لاکھ دستخطوں سے صدر جمہوریہ ہند کی بارگاہ میں جو درخواست پیش کی گئی، اس کا حشر بھی معلوم نہیں۔ شاید ہندوستان میں سب کچھ ممکن ہو لیکن اردو ممکن نہ ہو۔ انصاف کی یہ صورت بھی کس قدر تاریک ہے، اور دنیا کی تاریخ میں اردو کا مقدمہ کتنے عبرتناک الفاظ میں بیان کیا جائے گا۔"

"انصاف کو آواز دو انصاف کہاں ہے؟"

—— انصاف کے ساتھ عقل کو بھی آواز دینی پڑے گی!!

—— بلند شہر سے ایک نامہ نگار اطلاع دیتے ہیں کہ وہاں کی کل ہند ندریا حق پر لیشد نے شہر کے تمام دوکان داروں کو دست بدست ایک ہدایت نامہ دیا ہے، جس میں لکھا ہے کہ چونکہ ملک کی قومی زبان ہندی ہے اس لئے تمام تحریریں، رسائل بورڈ اور اشتہارات ہندی ہی میں ہونے چاہئیں۔

—— یہاں تک تو کوئی مضائقہ نہیں۔ لیکن ہمارے نامہ نگار کو شکایت ہے کہ شہر کے دوکانداروں کو اس ہدایت پر عمل کرنے کی سختی کے ساتھ تنبیہ کی جا رہی ہے۔

—— ہمیں معلوم نہیں کہ خاص بلند شہر ہی اس کام کے لئے کیوں منتخب کیا گیا ہے، لیکن ہندی کے ان پرچارکوں نے کبھی اس بات پر بھی غور فرمایا کہ وہ سرکاری زبان کی ترقی کے جوش میں اتر پردیش کی ایک کروڑ آبادی کو گونگا اور بہرا بنا دینا چاہتے ہیں۔

—— ان دوستوں سے کون کہے کہ ہندی زبان کی تائید اور ترقی کا یہ ڈھنگ بالکل غلط ہے۔

—— علاقائی زبانوں کو مٹا کر ہندی زبان پروان نہیں چڑھ سکتی وہ تو علاقائی زبانوں کے ساتھ ہی ساتھ آگے بڑھ سکتی ہے ——— یہی بات پنڈت جواہر لال نہرو بار بار کہتے ہیں، لیکن اتر پردیش میں ان کی آواز بھی صدا بصحرا ہے۔

—— نئی دہلی ۲۰ ستمبر۔ دہلی اسمبلی کے اجلاس ۲۱ ستمبر سے شروع ہو رہا ہے جس میں کئی بل ممبران کی طرف سے پیش کئے جا رہے ہیں۔ ایک بل سرکاری زبان سے متعلق ہے۔ دہلی اسمبلی کے ایک ممبر شری شیام چرن گپت، سرکاری زبان کے متعلق ایک بل پیش کر رہے ہیں، جس میں یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ دہلی کے لئے سرکاری زبان ہندی کو قرار دیا جائے اور رسم خط بھی دیوناگری استعمال کی جائے۔ دہلی میں اب تک صرف ہندی ہی کو سرکاری زبان نہیں قرار دیا گیا تھا بلکہ اردو زبان کے استعمال کی بھی اجازت تھی۔ لیکن فرقہ پرستوں کو تین سال

بعد جوش آگیا۔ اور اب وہ ہندی کو سرکاری زبان بنانے کی کوشش میں مصروف ہیں۔"

—— خدا جانے کہ یہ خبر کہاں تک صحیح ہے۔ لیکن اس کو صحیح ہونا چاہئے۔ دہلی میں جن سنگھ اور مہا سبھا کا دم سلامت ہے تو کیا وہ اپنی زندہ دلی کا اتنا بھی ثبوت نہ دیں گے ——— اور پھر دلی والوں کو جو صدیوں سے اردو زبان بولتے ہیں گونگا بہرہ کرنے کا اس سے بہتر طریقہ ہو بھی کیا سکتا ہے!

—— اتر پردیش ہندی ساہتیہ سمیلن میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ ہندی کے لئے مرکزی حکومت میں ایک علیحدہ محکمہ قائم کیا جائے۔ اخباری اطلاع یہ ہے کہ سمیلن کا اجلاس ان نعروں کے ساتھ شروع ہوا کہ "اردو کی بکواس بند کرو" اور "مولانا آزاد کو نکال دو"۔ سمیلن نے یہ بھی فیصلہ کیا کہ اتر پردیش میں اردو کو علاقائی زبان تسلیم نہ کیا جائے، ساتھ ہی اتر پردیش کی مجوزہ تقسیم کی مخالفت اس بنا پر کی گئی کہ اگر یہ تجویز مان لی گئی تو ایک "اردو ریاست" قائم ہو جائے گی۔

—— سمیلن کے صدر کا جلوس نکالا گیا اس کے لئے ایک شاندار دروازہ ایسا بنایا گیا جس کا نام گرو گوبند سنگھ گیٹ رکھا گیا تھا یہ بھی کوئی عجیب خبر نہیں کہ سمیلن کے اجلاس کو شری پرشوتم داس ٹنڈن نے بھی مخاطب فرمایا!!

—— "اردو کی بکواس" بند کرنے کے لئے سمیلن کو بہت زیادہ چیخنے کی ضرورت پیش آئی! لیکن اگر اس کے چیخنے چلانے سے یہ بکواس بند ہو سکتی تو پھر معاملہ بہت آسان تھا۔ مشکل یہ ہے کہ سمیلن چیختی ہے اور اردو والے خاموش رہتے ہیں! ایک چپ ہزار کو ہرا دیتی ہے۔ ہم دستوری کارروائی کی تکمیل کر کے خاموش بیٹھے ہوئے صدر جمہوریہ اور حکومت ہند کے فیصلے کا انتظار کر رہے ہیں اور سمیلن کو بڑے بڑے "اندیشہ ہائے دور دراز" بے چین کئے ہوئے ہیں ——— اسی چیخ پکار سے یہ پتہ چلتا ہے کہ کہیں کوئی نشیب ہے جہاں پانی مرتا ہے! ——— بیس لاکھ دستخطوں کے ساتھ دستوری استدلال کا جواب بن نہیں پڑتا تو سمیلن اور ٹنڈن جی کو غصہ آتا ہے! آنا ہی چاہئے!!

—— قصبہ اوری (جالون) کے متعلق وہاں کی جمیعۃ علماء کو شکایت ہے کہ وہاں کے انسپکٹر صاحب مدارس سے عرض حال کیا گیا تو موصوف نے ارشاد فرمایا کہ اردو زبان کی حمایت کر کے گویا فرقہ واریت پھیلا کر دوسرا پاکستان بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے پھر یہ بھی ہدایت فرمائی کہ اردو والے اپنے بچوں کو اردو پڑھا کر ان کی زندگی برباد نہ کریں وغیرہ وغیرہ۔

—— غالب نے اپنے دوست کے متعلق کہا تھا کہ

آستیں میں دشنہ پنہاں ہاتھ میں نشتر کھلا!

ایک طرف تو وطن پرستی اور قوم پرستی کی یہ شدت ہے کہ اردو کا نام آتے ہی پاکستان بنانے کا تصور دماغ پر جاری ہو جاتا ہے اور دوسری طرف اردو والوں کے بچوں سے ہمدردی کا یہ جوش ہے کہ کہیں اردو پڑھ کے ان کی زندگی برباد نہ ہو جائے!!

—— اتر پردیش کی حکومت کا کہنا ہے کہ اس نے اردو والوں کی تمام شکایات کو رفع کرنے کے لئے احکام جاری کر دئے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اس نے اپنے اہل کاروں اور افسروں کے دماغ کو درست کرنے کا بھی کوئی حکم جاری کیا یا نہیں؟ یا وہ ایسا کرنا بھی چاہتی ہے؟

—— یہ آنکھ مچولی کا کھیل تو نہیں کہ چت بھی سرکار کی اور پٹ بھی سرکار کی!! احکام بھی جاری ہیں اور ان کی خلاف ورزی بھی جاری ہے!! اور ساری ریاست میں فرقہ پرستی کے ہنگامے بھی جاری ہیں!!

—— پھر معصومیت کا یہ عالم ہے کہ شکایت کیجئے تو ارشاد ہوتا ہے کہ بھائی! ہم نے تو سب احکام جاری کر دیئے!!

—— اصغر احمد صدیقی صاحب عدن سے اطلاع دیتے ہیں کہ وہاں ایک "بزم اردو" قائم ہے اور وہ ہر سال اردو ہفتہ مناتی ہے۔

—— جزائر انڈمان کی طرح کیا عدن والے بھی کوئی پاکستان بنانے کی فکر میں ہیں؟ ہماری رائے میں متذکرہ بالا انسپکٹر صاحب کو وہاں بھیج دیا جائے تاکہ وہ اردو والوں کو سمجھائیں کہ وہ کیوں اردو پڑھا کر اپنے بچوں کو عمر برباد کرتے ہیں!

—— کیسی عجیب بات ہے کہ انڈمان میں اردو کا چرچا ہے، عدن میں اردو موجود ہے، لیکن نہیں ہے تو اس ملک کی قومی زبان نہیں ہے! مرکز تشریف لیجا!!

> **حیاتِ اجمل** اس کے مرتب قاضی محمد عبد الغفار صاحب ہیں۔ اس سوانح حیات کا بہت دنوں سے انتظار تھا اس میں مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب کی صرف سوانح عمری ہی نہیں ہے بلکہ اس دور کی پوری سیاسی تحریکات کو خاکہ پیش کیا گیا ہے جس سے حکیم صاحب مرحوم کے عظمت کردار کا پتہ چلتا ہے
>
> اس کتاب کی ذہنی خوبی مصنف کے انداز بیان کی دلکشی بھی ہے جیسا کہ مشہور مبصر کے اخبار بھارت جیوتی نے لکھا ہے کہ:۔
>
> "قاضی محمد عبد الغفار نے جو اردو کے بہت بڑے عالم اور انشاء پرداز ہیں ایک عظیم الشان شخصیت کی سوانح حیات لکھ کر بڑی خدمت انجام دی ہے۔ یہ کتاب اس زمانے کے سیاسی انقلابات کی ایک مستند تاریخ ہے اور پر لطف اردو میں لکھی گئی ہے"
>
> قیمت مجلد آٹھ روپے

انجمن کی خبریں

بنگلور مسلم ہال میں مذکورہ بالا انجمن ترقی اردو کی ایک کمیٹی کا جلسہ قائدِ ملت جناب محمود شریف صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا گزشتہ جلسے کی رپورٹ حاضرین کو سنائی گئی۔ اس وقت بہت سے قدردانانِ اردو نے رکنیت انجمن کے لئے درخواستیں مع فیس داخلہ پیش کر دیں۔ اور بہت سے احباب نے اپنے دوست احباب کو اس ادارے کے رکن بنانے کی غرض سے رسید بکس حاصل کر لیں۔ ممبر سازی کے لئے ۳۰ ستمبر تک وقفہ دیا گیا ہے۔ جس کے بعد انجمن کا جلسہ ۲۷ ستمبر اتوار کی شام کے ۵ بجے منعقد ہوگا اس جلسے میں جناب محمد عبد اللہ صاحب شوق نے ایک برجستہ تہنیتی نظم پڑھی جو نہایت فصیح و بلیغ اور ہر اعتبار سے بے حد پسند کی۔ جناب کے حبیب اللہ خاں صاحب بی۔ اے بی۔ ایل۔ ایڈووکیٹ و جنرل سکریٹری نے صدر محترم کا شکریہ ادا کیا اور چائے نوشی کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔

پٹنہ جب وقت رفیع احمد قدوائی مرکزی وزیر اغذیہ بہار تشریف لے گئے تو پٹنہ میں ایک وفد نے بسرکردگی شاہ مشتاق احمد صاحب۔ ایم۔ ایل۔ اے۔ موصوف سے ملاقات کی۔ وفد میں انجمن ترقی اردو کی صوبائی شاخ کے سکریٹری غلام سرور صاحب بھی شریک تھے۔ اس وفد نے وزیر موصوف کے سامنے اردو دوستوں کی شکایات پیش کیں اور خاص طور پر اس واقعے کا ذکر کیا کہ ڈاک خانہ اور تار کے محکمے میں اردو جاننے والے ملازمین کو کوئی مراعات نہیں دی گئیں۔ حالانکہ ایسی مراعات بنگالی اور نیپالی زبان والوں کو دی گئی ہیں۔ قدوائی صاحب نے تمام شکایات کو توجہ کے ساتھ سنا اور وعدہ کیا کہ وہ اس مسئلے پر ہمدردانہ غور فرمائیں گے!

غازی پور عزیز الحسن صدیقی صاحب سکریٹری انجمن ترقی اردو غازی پور اطلاع دیتے ہیں کہ مولانا ابو الحسن صاحب صدر جمعیۃ علماء ضلع، مولوی وحید اللہ صاحب اعزازی نائب صدر انجمن ترقی اردو اور عزیز الحسن پر مشتمل انجمن ترقی اردو کے وفد نے پرائمری اسکولوں میں اردو تعلیم کے اجراء کے سلسلے میں انسپکٹر آف اسکول سے ملاقات کی۔ انسپکٹر صاحب نے وفد کی معروضات کو نہایت توجہ کے ساتھ سنا اور کہا کہ ڈپٹی انسپکٹر صاحب سے مل کر ان کو توجہ دلائی جائے اور اگر وہ فوری طور پر اقدام نہ کریں تو مجھے اطلاع دی جائے۔ تاکہ مناسب انتظامات کئے جا سکیں انسپکٹر صاحب کی ہمدردانہ گفتگو سے ارکان وفد مطمئن اور پر امید ہیں۔ تبصرہ دیوتھا کے ہیڈ ماسٹر اسکول کو جب درخواستیں دی

گئیں تو اس نے لینے سے انکار کیا، چنانچہ اس کی شکایت کی گئی اس سلسلے میں ڈپٹی انسپکٹر صاحب نے اطمینان دلایا کہ انکوائری ہو رہی ہے۔ رپورٹ موصول ہونے پر مناسب کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

اسی طرح زنانہ جونیر ہائی اسکول کے اردو مدرس مولوی محبوب علی صاحب کا تبادلہ ایسی جگہ کر دیا گیا ہے جہاں اردو خواں طلبا نہیں ہیں اور زنانہ اسکول کے طلبا کو اردو میں تعلیم نہیں دی جاتی جبکہ وہ اردو میں تعلیم حاصل کرنے کے خواہش مند ہیں۔ انسپکٹر صاحب نے تمام تفصیلات معلوم کرنے کے بعد مناسب کارروائی عمل میں لانے کا وعدہ کیا۔

وفد ڈپٹی انسپکٹر سے بھی ادھر ان کی توجہ ان درخواستوں کی جانب مبذول کرائی جو ان کے دفتر میں مختلف مقامات سے آئی ہیں انھوں نے یقین دلایا کہ ان درخواستوں کے بارے میں مزید کی رپورٹ طلب کر کے پرائمری اسکولوں میں اردو کی تعلیم جاری کرنے کا حکم دے دیا جائے گا۔

خیرآباد کنھیا لال صاحب گپتا سکریٹری انجمن ترقی اردو خیرآباد لکھتے ہیں کہ :-

مدارس میونسپل بورڈ خیرآباد میں مادری زبان کے متعلق تقریباً جولائی میں فارم بھرائے گئے۔ جن میں اردو پڑھنے والوں کی تعداد تقریباً پانچ سو ۵۰۰ ہے۔ انجمن کی متواتر کوششوں کے بعد ستمبر کے مہینے سے تمام میونسپل مدارس خیرآباد میں اردو کی تعلیم جاری کی گئی۔

خیرآباد میں ایک نسواں جونیر ہائی اسکول گورنمنٹ کا ہے وہاں اردو پڑھنے والی لڑکیوں کی تعداد ۵۰ تھی۔ وہاں تقریباً ۱۵ اگست سے اردو کی تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے۔

امروہہ ڈاکٹر سیف جعفری صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ :- ۱۰ اگست ۱۹۵۲ء کو مجلس تحفظ اردو کی ایک اہم نشست منعقد ہوئی اور مقامی حالات کے تاثرات کے تحت مندرجہ ذیل اہم تجاویز پاس کی گئیں۔

(۱) انجمن کوئی محفل از قسم مشاعرہ۔ مناظرہ۔ مقالہ۔ منعقد نہیں کرے گی تاکہ مندرجہ ذیل اہم اور ٹھوس بنیادی کام اردو کی بقا و زندگی کے لئے انجام پا سکیں۔

(۲) ہندو انٹر کالج اور گورنمنٹ گرلز ہائی سیکنڈری اسکول میں اردو مضمون کا اجراء

(۳) حیات اللہ طریقہ تعلیم کا رواج۔

(۴) تعلیم بالغان کے مدرسہ شبینہ کا قیام۔

(۵) اردو طلبا کو عام سہولتیں مہیا کرنا وغیرہ وغیرہ۔

نیز حسب تجویز جلسہ سابق مجلس مذکورہ کے وفود ہر دو اسکولوں کے پرنسپلوں سے اجراء اردو کے سلسلے میں گفت و شنید کر رہے ہیں۔

ہندی دوستوں کی غلط روش

پنڈت نہرو کا ارشاد

نئی دہلی ۸ ستمبر۔ وزیراعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے پارلیمنٹری ہندی ایسوسی ایشن کی دوسری سالگرہ کے تقریبی جلسے میں تقریر کرتے ہوئے ان لوگوں کے رویے کی سخت مذمت کی کہ جن کا رویہ ہندی کے سلسلے میں جارحانہ ہے۔ انھوں نے کہا کہ ایسے نادان دوست ہندی کے سب سے بڑے دشمن ہیں۔

انھوں نے کہا کہ ان کا یہ غلط رویہ ان لوگوں کو بھی دشمن بنا دے گا جو واقعی طور پر ہندی کی ترقی چاہتے ہیں۔

پنڈت نہرو نے اس سلسلے میں خاص طور پر ڈاکٹر رگھو ویر کی تقریر کا ذکر کیا اور کہا کہ انھوں نے ہندی کے معاملے میں جو رویہ اختیار کیا ہے وہ ہندی کی دوستی نہیں ہے بلکہ ہندی کی دشمنی ہے۔

انھوں نے کہا کہ ہندی کو بڑی بھاری کامیابی ہوئی کہ دستور ساز نے رضا کارانہ طور پر قومی زبان تسلیم کر لیا۔ اب اس کامیابی کو جارحانہ رویہ سے نقصان نہ پہنچانا چاہیئے۔ بلکہ تعمیری طریقے پر کام کر کے اسے مقبول عام بنانے کی کوشش کرنا چاہیئے۔

اس سے قبل ڈاکٹر رگھو ویر نے تقریر کی تھی اس کے متعلق پنڈت نہرو نے کہا کہ اس میں ذاتی طور پر مجھ پر اس طرح حملہ کیا گیا ہے گویا کہ میں یہاں ملازم کی حیثیت سے لایا گیا ہوں اس قسم کی تقریروں سے خواہ مخواہ لوگوں کو برگشتہ کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

ڈاکٹر رگھو ویر نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ پارلیمنٹ میں ابھی تک وزیراعظم اور دوسرے وزراء انگریزی میں تقریر کرتے ہیں حالانکہ دوسرے ملکوں کے وزیراعظم اور وزراء اپنی زبان میں تقریریں کرتے ہیں مثلاً انڈونیشیا اور چین کے وزیراعظم۔

ڈاکٹر رگھو ویر سے پہلے سیٹھ گووند داس نے اپنی تقریر میں ہندی ایسوسی ایشن کی مختصر طور پر سرگرمیوں کا ذکر کرنے کے بعد کہا تھا کہ ہندی کے ساتھ دوسری زبانوں کو بھی ترقی کرنے کا موقع ملنا چاہیئے۔

پنڈت نہرو نے کہا کہ ڈاکٹر رگھو ویر نے جو باتیں کہیں وہ زیادہ غلط نہیں تھیں۔ لیکن اس میں جس ذہنی ساخت اور رویہ کا اظہار کیا گیا وہ ہندی کے لئے سخت نقصان دہ ہے۔ یہ رویہ اس کے دوستوں کو بھی دشمن بنا دے گا۔

انھوں نے کہا کہ پنڈت رگھو ویر نے اپنی تقریر میں وزارت تعلیم

پر حملہ کیا اور حکومت پر حملہ بھی جسکی ذمہ داری مجھ پر ہے اس لئے وہ میرے اوپر ذاتی حملہ ہے۔

مرکزی وزیر جناب مولانا آزاد نے کہا کہ میں مانتا ہوں کہ حکومت ناکارہ ہے اور اس نے اتنا نہیں کیا جتنا اسے کرنا چاہئے تھا لیکن پھر بھی جو کچھ کیا گیا ہے اس سے بھی کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ کہیں پر کوئی غلط بات ہو رہی ہے۔

ہندی کے نادان دوست

انہوں نے کہا کہ میری رائے میں ہندی کے نادان دوستوں کا وہ رویہ ہے جو اس کی ترقی میں حائل ہو رہا ہے۔ ہندی کا کہ پرجوش حامی ایک قسم کی ذہنی الجھنوں میں مبتلا ہیں جس سے وہ باہر نہیں نکل پاتے۔ اور تعمیری طریقے پر کام کرنے کے بجائے جارحانہ رویہ اختیار کر کے ہندی کو فائدہ سے زیادہ نقصان پہنچاتے رہتے ہیں۔

دوسری زبانوں کو نقصان پہنچاکر

پنڈت نہرو نے کہا کہ بالکل کھلی ہوئی بات ہے کہ ملک کی دوسری زبانوں کو نقصان پہنچا کر ہندی کو آگے بڑھانے کے کوئی معنی نہیں۔ ملک کی تمام زبانوں کو ترقی کا مساوی حق حاصل ہے۔ خواہ وہ تمام لیبوں کی زبان کیوں نہ ہو۔ چہ جائیکہ ملک کی گراں مایہ اور بڑی زبانیں۔

انہوں نے کہا کہ جہاں تک پارلیمنٹ کا تعلق ہے اس کے سوا ممبر جو ہندی نہیں جانتے ان کو ہندی سیکھنے کے لئے آمادہ کرنے کی ضرورت ہے۔ نہ کہ ان کو مجبور کرنے یا ان پر ہندی لاد دینے کی اس جارحانہ رویہ سے ان کے اندر ہندی کے خلاف نفرت کا جذبہ پیدا ہو جائے گا۔ اور کبھی بھی ہندی سے الفت نہ کر سکیں گے۔

آخر میں پنڈت نہرو نے کہا۔ مجھے پوری طرح یقین ہے کہ ڈاکٹر رگھوبیر کا رویہ ہندی کے لئے سخت نقصان دہ ہے اس لئے میں اس کی ضرور مخالفت کروں گا۔ اور ہر ہندی دوست کو اس کی مخالفت کرنی چاہئے۔

یوپی کے پرائمری اسکولوں میں اردو تعلیم کی مشکلات

جناب مولانا حکیم اللہ صاحب ناظم جمعیۃ علما یوپی کا بیان

لکھنؤ (بذریعہ ڈاک) جناب مولانا حکیم اللہ صاحب لکھنوی ناظم جمعیۃ علماء اتر پردیش نے حسب ذیل بیان اردو تعلیم کی مشکلات کے بارے میں اخبارات کو ارسال کیا ہے۔

"اردو زبان کی بقاء و تحفظ کے سلسلے میں انجمن ترقی اردو ہند اور جمعیۃ علماء ہند نے جو جدوجہد کی اور دستخطی مہم کو کامیاب بنا کر بیس لاکھ دستخطوں کا ایک محضر نامہ ڈاکٹر راجندر پرشاد صدر جمہوریہ ہند کے سامنے پیش کیا۔ نیز متعدد بار حکومت یوپی کی توجہ اردو تعلیم کی طرف مبذول کرائی جس کا نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ حکومت یوپی کے محکمہ تعلیم نے صوبہ یوپی کے تمام ڈسٹرکٹ بورڈوں اور میونسپلٹیوں کو ایک سرکلر جاری کیا کہ جس اسکول میں چالیس اور جس درجے میں دس بچے اردو پڑھنے والے ہوں وہاں ان کی مادری زبان ہی میں تعلیم دلانے کا انتظام کیا جائے۔ ہر جگہ کے انسپکٹر صاحبان نے ہیڈ ماسٹروں کو ہدایت کی کہ جن بچوں کے سرپرست اردو میں تعلیم دلانا چاہیں ان کو درخواست دینی چاہئے اس پر احقر نے ۳ جولائی کو ایک بیان اخبارات میں بغرض اشاعت ارسال کیا تھا کہ ہر مقام پر پرائمری اسکولوں میں اردو تعلیم کے لئے درخواست دلانے کا انتظام کریں۔ لہٰذا یوپی کے تمام پرائمری اسکولوں میں بچوں کے سرپرستوں نے درخواستیں دیں کہ ہمارے بچوں کو اردو پڑھائی جائے۔ لیکن سوائے چند مقامات کے یوپی کے اکثر اسکولوں میں اس سرکلر پر عمل نہیں ہوا۔

دفتر جمعیۃ علماء صوبہ یوپی میں شکایات موصول ہوئی ہیں کہ اسکولوں میں درخواستیں نہیں لی گئیں اگر لی گئیں تو ہیڈ ماسٹروں نے انسپکٹر صاحبان کو پیش نہیں کیں۔ ہیڈ ماسٹر صاحبان نے بچوں کے سرپرستوں سے یہ بھی کہا کہ اردو پڑھنے والوں کو ملازمت نہیں ملے گی۔ اس لئے چاہئے کہ تم اس ہندی کو پڑھاؤ۔ بعض مقامات سے یہ بھی شکایت آئی کہ اردو ٹیچروں اور نصابی کتابوں کا انتظام نہیں ہوا۔

ان تمام شکایات کو دیکھتے ہوئے جمعیۃ علماء صوبہ یوپی کی مجلس عاملہ نے اپنے اجلاس مورخہ ۲۹ اگست میں یہ طے کیا کہ اردو تعلیم کے سلسلے میں جو شکایات ہیں ان کو وزیر تعلیم یوپی کو پیش کیا جائے۔

لہٰذا حضرت مولانا محمد شاہد میاں فاخری ایم۔ ایل۔ اے صدر جمعیۃ علماء صوبہ یوپی، و مولانا سید ابو سلیمان صاحب نائب جمعیۃ صوبہ یوپی و مولانا حکیم اللہ ناظم جمعیۃ یوپی نے ۰ اگست کو ۲ بجے دن کو کونسل ہاؤس میں وزیر تعلیم یوپی سے ملاقات کی۔ اور پرائمری اسکولوں میں اردو تعلیم کے متعلق جو شکایات تھیں وہ ذکر

موصوف کو پیش کیں۔ وفد کے ارکان نے بتلایا کہ آپ نے جو سرکلر یوپی کی مادری زبان میں تعلیم دینے کا جاری کیا ہے۔ اس پر اکثر اسکولوں میں عمل نہیں ہو رہا ہے درخواستوں پر غور نہیں ہوتا۔ اردو ٹیچروں اور اردو کتابوں کا کوئی انتظام نہیں نیز مکاتیب اسلامیہ توڑے جا رہے ہیں۔

وزیر تعلیم نے وفد کی شکایات غور اور توجہ سے سنیں اور جواب دیا کہ آپ ان تمام اسکولوں کی فہرست لکھ کر میرے پاس بھیجئے جن اسکولوں میں یہ بچے اردو پڑھنے والے ہیں اور اردو تعلیم کا انتظام نہیں کیا گیا۔

نیز بتلایا کہ ہم نے ہدایت کر دی ہے کہ ہر اسکول میں اردو ہندی جاننے والے ماسٹر رکھے جائیں۔ اردو کتابوں کا انتظام بھی کر رہے ہیں۔ مکاتیب اسلامیہ کو توڑا نہیں جائے گا۔ بلکہ ان میں پرائمری بیسک تعلیم بھی ہوگی۔

میں جمعیۃ علماء صوبہ یوپی کی تمام ماتحت جمعیتوں اور انجمن ترقی اردو کی شاخوں اور ہمدردوں سے اپیل کرتا ہوں کہ جن مقامات پر پرائمری اسکولوں میں اردو پڑھنے والے بچوں کی تعلیم کا انتظام نہیں ہوا ہے۔ وہاں کے اسکول کا نام اور وہاں بچوں کی تعداد اور جو شکایات ہوں وہ لکھ کر دفتر جمعیۃ علماء صوبہ۔ نواب گنج کا باغ۔ امین آباد لکھنؤ ارسال کریں۔

امروہہ میں "یوم مصحفی"

انجمن ترقی اردو امروہہ جدید انتخابات کے بعد چند روزہ ادبی اجتماعات کے پروگرام کے ساتھ میدان عمل میں آئی اور اپنی تمام تر کوششیں اور سرمایہ مشاعروں۔ مناظروں اور مقالہ نگاری کی محفلوں کو نذر کر دیا۔ انجمن کی ان کوششوں کی افادیت سے قطعی انکار تو نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اس بات کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ اہم اور ٹھوس کاموں کو پس پشت ڈال کر صرف ادبی اجتماعات کی حد تک انجمن کی کارگزاریوں کو محدود کر دینا بھی اردو کے مفاد کے خلاف ہے۔

معلوم ہوا ہے کہ ماہ اکتوبر میں انجمن ترقی اردو (شاخ امروہہ) یوم مصحفی کے نام سے بڑے پیمانے پر ادبی اجتماع کرنا چاہتی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ اجتماع بحالات موجودہ اردو کی بقا اور زندگی کے تقاضوں کے بالکل منافی ہوگا۔ انجمن ترقی اردو امروہہ کو چاہئے کہ وہ فی الحال یوم مصحفی کے جلسے ملتوی کر دے اور مندرجہ ذیل ضروری امور کی طرف پوری قوت سے متوجہ ہو جائے۔

(۱) مقامی انٹر کالج کے طلبا اور گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری اسکول کی طالبات اردو کے معاملہ میں پریشان ہیں۔ انجمن اپنی تمام تر قوت کے ساتھ ان ہر دو اسکولوں میں اردو پڑھانے کا انتظام کرائے۔

(۲) حیات اللہ انصاری طریقۂ تعلیم کو رواج دیا جائے۔

(۳) تعلیم بالغان کے شبینہ مدارس قائم کرائے۔

(۴) اردو مکاتیب اور لائبریریاں قائم کرائے۔

(۵) جامعہ اردو علی گڑھ کے امتحانات میں شریک ہونے والے طلبا

کو نصاب تعلیم مہیا کرے۔

(۶) طلبہ اردو کو یہ ممکنہ وظائف دیے جائیں۔

(۷) مقامی اسکولوں میں طلبا کی اردو زبان کے اندراجات کا جائزہ لیکر اندراجات صحیح کرائے۔

اگر ان بنیادی اور ٹھوس کاموں سے نظر بچا کر یوم مصحفی منایا گیا تو یہ دور اندیشی اور سلیقہ کی کوئی معقول مثال قائم نہ ہوگی۔ ان مفید اقدامات کے بعد بلاشبہ یوم مذکور منانا بہت زیادہ مناسب ہوگا اور نیز ہم ہندوستان کی کل ادبی انجمنوں سے پرخلوص اپیل کرتے ہیں کہ وہ اردو کی ترقی و ترویج کے لئے ٹھوس اور بنیادی کاموں کو اولیت کا درجہ دیں۔ مشاعروں، مناظروں، اور مقالات کی محفلوں کو ثانوی حیثیت سے نوازیں۔ اور ملک کے ادبا اور شعرائے کرام کی خدمت میں یہ بھی عرض کرتے ہیں کہ وہ اردو کے دشمنوں اور بہی خواہوں کی توجہ کا رخ عمل اور افادیت کی طرف موڑ کر اپنا اہم فریضہ ادب فوری انجام دیں۔ اب تو محض پروپیگنڈوں کا نہ موقع ہے اور نہ وقت ہے۔ بلکہ عمل پیہم کر کے اردو کی زندگی کے لئے سامان زندگی مہیا کرنا اور کام کرنا ہے۔

چونکہ ارباب انجمن ترقی اردو امروہہ ادبی اجتماع پر مصر ہیں اس لئے ہم نے اپیل ہذا کا اقدام کیا۔ منکر اور سنجیدہ وہ دور اندیش ہیں خود فرق محسوس کرے گا۔

ہم ہیں دستخط کنندگان ممبران انجمن ترقی اردو

(۱) مولوی دیباج احمد خاں صاحب بی۔ اے ایل۔ ایل بی ایڈوکیٹ (۲) حاجی منشی سلیم اللہ صاحب (۳) مولوی محمد افتخار الحق صاحب دلیر عثمانی ایم۔ اے (۴) سید عماد الدین صاحب رضوی ایم۔ اے ریٹائرڈ لکچرار (۵) ایم۔ ایس کے زبیری جامعی علیگ۔ اردو آنرس (۶) ڈاکٹر سید محمد بشیر صاحب سیفی جعفری (۷) ڈاکٹر محمد مصطفےٰ خاں صاحب۔ (۸) حبیبہ خاتون صاحبہ (۹) کنیز بانو صاحبہ (۱۰) محشر بیگم صاحبہ (۱۱) عبد العلی صاحب صدر مدرس مرکز تعلیم (۱۲) کوثر صاحب امروہوی۔ (۱۳) محمد شعیب صاحب (۱۴) محمد الیاس صاحب (۱۵) برکت اللہ صاحب (۱۶) عبد الخالق خاں صاحب (۱۷) خوشان خاں صاحب (۱۸) امانت اللہ صاحب صدیقی (۱۹) محمد ظہیر صاحب ادیب (۲۰) انیس بانو صاحبہ (۲۱) ذمینہ خاتون صاحبہ (۲۲) یٰسین فاطمہ صاحبہ (۲۳) مشرف علی صاحب (۲۴) سید شمیم کاظم صاحب (۲۵) رشید احمد خاں صاحب وغیرہ وغیرہ۔

جنرل سکریٹری
سیفی جعفری۔ امروہہ

تبصرے

خلاصہ فسانۂ آزاد

ملنے کا پتہ:۔ کتب خانہ انجمن ترقی اردو جامع مسجد دہلی

قیمت:۔ تین روپے

رتن ناتھ سرشار کا فسانۂ آزاد حقیقت اور کردار نگاری کا بے مثل نمونہ ہے جو ہزاروں صفحات پر پھیلا ہوا ہے اور جس کا تمام و کمال مطالعہ اس کی مقبولیت اور ادبی اہمیت کے باوجود مشکل ہے۔

سید ابو تمیم فرید آبادی مبارکباد کے مستحق ہیں انھوں نے بڑی محنت سے پوری کتاب کا ایک اڈیشن ہلکا سا تیار کیا ہے کہ زائد حصے خارج ہو جائیں اور وہ جز باقی رہ جائے جو فسانۂ آزاد کا ناگزیر حصہ ہے۔

البتہ مرتب نے کہیں کہیں مکالموں اور جزئیات نگاری کے نمونوں کو بہت مختصر کر دیا ہے جس کی ضرورت نہیں تھی۔ امید ہے کہ دوسرے اڈیشن میں لائق مرتب اس خلاصے میں وہ تمام حصے بھی سمیٹ لیں گے جو کسی نہ کسی طرح ادبی حیثیت رکھتے ہیں اور سرشار کی عظمت کے آئینہ دار ہیں۔

تنقیدی اصول اور نظریے

ملنے کا پتہ:۔ انوار بک ڈپو۔ لکھنؤ

قیمت دو روپے آٹھ آنے

حامد اللہ افسر صاحب کی یہ کتاب "نقد الادب" کے نام سے پہلے بھی ایک بار شائع ہو چکی ہے۔ یہ اڈیشن ترمیم و اضافے کے ساتھ نئے نام سے شائع ہوا ہے۔

اس کتاب میں طالب علموں کی ضرورت کا لحاظ کرتے ہوئے تنقید کی تعریف، مختلف زبانوں کے ادب میں اس کا آغاز و ارتقا اور مختلف مدرسہائے فکر کے باہمی اختلافات پر روشنی ڈالی گئی ہے اور نیا ادب کے نام سے جس باب کا اضافہ کیا گیا ہے اس میں ادب اور زندگی، ادب اور افادیت، روایت اور بغاوت وغیرہ مسائل پر بحث ہے۔

افادی ادب کے علاوہ فن برائے فن اور ہیئت پرستی نیز نفسیاتی تنقید وغیرہ کے جو رجحانات یورپ بالخصوص فرانس اور انگلستان کے جدید ادب میں پرورش پا رہے ہیں۔ یہ تو ممکن نہیں ہے کہ ان کا علم افسر صاحب کو نہ ہو مگر اس کی طرف انھوں نے توجہ نہیں کی ہے جس کے بغیر کتاب سونی معلوم ہوتی ہے۔ فرانسیسی اور انگریزی ادب میں بیسویں صدی کے اندر جو تحریکیں پیدا ہوئی ہیں ان کا اثر ادب اور تنقید پر کتنا پڑا ہے یہ کوئی چھپی ہوئی بات نہیں ہے جو افسر صاحب نہ جانتے ہوں۔

سیرت نبوی

یہ منظوم سیرت نبوی شاد پوتوی مرحوم نے لکھی ہے جس کو پاکٹ سائز کے دس صفحوں پر ادیب کلوپی نے شائع کیا ہے جو چار آنے میں مکتبہ شہ میر ۱۴/۲ کلوپی سے مل سکتی ہے۔

سوانح عمری عبداللہ بیگم

مصنفہ:۔ خان بہادر ڈاکٹر شیخ عبداللہ صاحب۔ بی۔ اے (علیگ) ایل۔ ایل۔ بی (ایڈوکیٹ۔ علی گڑھ)

اس کتابچے میں بے شمار بچیوں کی ماں وحید جہاں عبداللہ بیگم اعلیٰ بی کے حالات بیان کئے گئے ہیں اور بتایا گیا ہے کہ بچیاں اگر اعلیٰ بی کے انسانی اوصاف کو سامنے رکھیں، ان سے سبق لیں اور ان پر کاربند ہوں تو قوم کی اصلی ترقی کی رفتار بہت تیز ہو سکتی ہے۔ قیمت درج نہیں ہے۔

عبداللہ لاج میرس روڈ یا احمد مقتدی خاں شیروانی مقتدی منزل سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

فکر و نظر کا اجراء

علی گڑھ سے ایک معیاری رسالہ فکر و نظر کا اجرا ہو رہا ہے جس میں بلند پایہ علمی اور تحقیقی مضامین کے ساتھ ساتھ شعر و ادب کی منتخب تخلیقات بھی شائع ہوا کریں گی۔ پہلا شمارہ وسط اکتوبر میں شائع ہو جائے گا۔

اس شمارے میں ملک کے جن مشاہیر قلم نے حصہ لیا ہے ان کے مضامین کی فہرست حسب ذیل ہے۔

قاضی محمد عبدالغفار	حرف آغاز
پروفیسر رشید احمد صدیقی	نئی غزل
ڈاکٹر عبدالعلیم	مارکسی نظریہ ادب
ڈاکٹر مسعود حسین خاں	تخلیق شعر
ڈاکٹر محمد حسن	جدید شاعری
خلیل الرحمان اعظمی	جوش ملیح آبادی
ڈاکٹر نجیب الرحمان	خاور رکھیئی (ترجمہ)
آل احمد سرور	روایت اور تجربہ

فراق۔ جذبی۔ جمیل مظہری اور اختر انصاری وغیرہ

ادارہ ادب۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے مل سکتا ہے۔

حیدرآباد کے اردو اخبار نویسوں کا ایک اجتماع



(پہلی صف ـ دھنی طرف سے بائیں طرف):ـ اختر حسین صاحب ممبر اسمبلی سابق اڈیٹر پیام، گروچرن داس سکسینہ صاحب، واسدیو راؤ صاحب اڈیٹر "مشیر دکن" وصدر انجمن مدیران، قاضی عبدالغفار، ونود راؤ صاحب ناظم اطلاعات عامہ ـ نایب ناظم صاحب اطلاعات عامہ ـ

پرنٹر پبلشر قاضی عبدالغفار نے نیشنل پرنٹرس کمپنی میں چھپوا کر مرکزی انجمن سے شائع کیا